Fikr-o-Nasar (Islamabad) 35:2-3 (1997-98)

منہج تحقیق میں مخطوطہ کے نسخوں کی اہمیت

ڈاکٹر محمد طفیل☆

مسلمانوں میں اپنے علمی ورثہ کی اہمیت' اس کے تحفظ اور اسے شائع کرنے کا احساس بیدار ہے اور عالم اسلام' خاص طور سے عرب دنیا میں' احیاء تراث کے متعدد ادارے قائم ہیں۔ جو غیر مطبوعہ مواد کو چھان پھٹک کر منظر عام پر لا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مخطوطات اور غیر مطبوعہ مسودات کو حیات دوام بخشنے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ مخطوطات کی تحقیق کا منہج ترتیب دیا جائے اور ایک تحریک کے طور پر ہر خطہ اور ہر علاقہ کے اہل علم اپنے اپنے خطے کے مخطوطات کی فہارس تیار کریں۔ انہیں تحقیق کے زیور سے سجائیں اور طبع کر کے دیگر اہل علم تک پہنچائیں تاکہ دینی' علمی اور سائنسی میدانوں میں مسلمانوں کی خدمات نمایاں ہوں اور انسانیت ان علمی جواہر پاروں سے مستفید ہو۔

جب ہم مخطوطات کی تحقیق (editing) کی بات کرتے ہیں تو بے شمار مشکلات اور مسائل ہمارے دامن گیر ہوتے ہیں۔ اس مختصر وقت میں ان تمام مسائل کا احاطہ ممکن نہیں۔ اس لئے ہم تحقیق مخطوطات کے ایک اہم پہلو پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔ چنانچہ اس تحریر کا موضوع ہے "منہج تحقیق میں مخطوطہ کے نسخوں کی اہمیت" اس موضوع کا تعلق ایک جانب کسی غیر مطبوعہ کتاب کے متعدد نسخوں کی تلاش و جستجو سے ہے' تو دوسری جانب یہ موضوع منہج تحقیق کا ایک اہم پہلو اجاگر کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ موضوع مخطوطہ کی تحقیق کو وقیع' قابل اعتماد اور آسان بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

اگر آپ تحقیق شدہ مخطوطات کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ مخطوطات کی تحقیق کرتے وقت عموماً دو طریقے رائج رہے۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی مخطوطہ تحقیق و تدقیق کے لئے منتخب کیا گیا تو زیر تحقیق تصنیف کے معلوم قلمی نسخوں سے واقفیت حاصل کی گئی۔ ان کی

☆ صدر شعبہ سیرت' اسلامی تاریخ و تہذیب' ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

تاریخ تصنیف و کتابت ترتیب دے کر "نسخہ مصنف" یا کتاب کے قدیم ترین نسخہ تک رسائی پا کر اسے حاصل کیا گیا اور تحقیق کے لئے "اساسی نسخہ" (basic copy) کے طور پر استعمال کیا گیا اور زیر تحقیق مخطوطہ کی بعد کی نقول کو معاون نسخوں کے طور پر استعمال کیا گیا اور اس طرح مخطوطہ کی تحقیق مکمل ہوئی۔ بعض محققین کی ایسی کوششیں بھی ہمارے سامنے ہیں جن کی تحقیق مخطوطہ صرف ایک نسخہ (single copy) کی رہین منت ہے۔ مخطوطے کے واحد نسخہ پر انحصار کر کے تحقیق شدہ کتاب اہل علم کے ہاتھوں تک تو پہنچ جاتی ہے لیکن وہ منہج تحقیق کے تقاضے پورے نہیں کرتی۔ اس میں عیوب و نقائص' کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر نیز کتاب کے نامکمل رہ جانے کا کافی احتمال باقی رہتا ہے۔

"احیاء التراث" کے کام کی اہمیت مسلمہ ہے' اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق کے لئے کسی مخطوطہ کا انتخاب کرتے وقت یہ امر بھی معلوم کرلیا جائے کہ جس مخطوطہ کی تحقیق کا بیڑا اٹھایا جا رہا ہے۔ اس کے کتنے قلمی نسخے عالمی ذخیرہ ہائے مخطوطات میں محفوظ ہیں؟ اور کیا ان نسخوں کا حصول یا ان تک رسائی ممکن ہے؟ بصورت دیگر واحد نسخہ پر انحصار کرنا پڑے گا جو عموماً مطلوبہ تحقیقی نتائج فراہم نہیں کرتا۔

اگر مخطوطہ کے واحد نسخہ پر اعتماد کرکے تحقیقی کام سرانجام دیا جائے تو جن مشکل امور سے دوچار ہونا پڑتا ہے' ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ نسخہ کا اول' آخر یا درمیان سے ناقص ہونا' نسخہ میں بیاضات (blanks) کا پایا جانا' کاغذ کا پھٹ جانا' کرم خوردگی' جلد بندی میں اوراق کی تقدیم و تاخیر' حواشی یا صفحات کی جوانب پر لکھی ہوئی اضافی عبارات کا ضیاع' بعض الفاظ کا مختلف وجوہ سے مٹ جانا یا روشنائی کا مدہم ہو جانا۔

۲۔ ناقل نسخ کی اغلاط' کاتب کے ذاتی تصرفات' الفاظ و کلمات کی املاء میں تفاوت' معاصرانہ چپقلش یا مخالفانہ نظریہ کی عکاسی۔ ناقل کی بدخطی' بعض اصطلاحات اور انتہائی اہم الفاظ اور کلمات کا صحیح نقل نہ کیاجانا۔ عبارات پڑھنے میں ناکامی اور نسخہ میں غیرمعروف رسم الخط کا استعمال وغیرہ۔

۳۔ واحد نسخہ کا کسی ایسی جگہ موجود ہونا' جس جگہ تک رسائی ممکن نہیں' نسخہ کا مالک اس کی نقل دینے کے لئے تیار نہیں۔ خود واحد نسخہ اس قدر خستہ یا بوسیدہ ہے کہ اس

کی نقل تیار کرنا مشکل ہے۔ یا مشینوں کے ذریعے نقل تیار کرنے سے مخطوطہ کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو' مخطوطہ میں روشنائی ایسی استعمال کی گئی ہو کہ اس کی فوٹو کاپی' مائیکروفلم' فوٹوگراف' یا مائیکروفش نہ بنائی جا سکے۔ مشینی استعمال سے نسخہ کی تحریر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ نسخہ یا اس کی نقل فراہم کرنے کے لئے اس قدر زیادہ قیمت یا معاوضہ طلب کیا جائے کہ محقق اس کی ادائیگی سے قاصر ہو یا مالک نسخہ ایسی شرائط عائد کرے جن کی تکمیل عموماً" ممکن نہ ہو۔

۵۔ واحد نسخہ کا رسم الخط غیرمعروف ہو یا اس قدر الجھا ہوا اور شکستہ ہو کہ اسے پڑھنا دشوار ہو۔ قدیم مخطوطات میں کاتب نقاط' اعراب اور حرکات و سکنات کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ ایسے واحد نسخہ کی مدد سے تحقیقی کام کرنا بہت ہی دشوار اور ناقابل اعتماد ہوتا ہے۔ نیز واحد نسخہ کی مدد سے مکمل ہونے والا تحقیقی کام زیادہ وقت' توجہ اور مہارت کا متقاضی ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا اور اسی طرح کی دیگر مشکلات اور نقائص اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ کسی بھی مخطوطہ کا تحقیق کے لئے انتخاب کرتے وقت ایسا مخطوطہ منتخب کیا جائے' جس کے متعدد نسخے موجود ہوں اور ان کا حصول یا ان تک رسائی ممکن ہو۔ کیونکہ کسی مخطوطہ کے زیادہ نسخوں کا پایا جانا مخطوطہ کی اہمیت' مقبولیت اور اس کی ضرورت تحقیق کو واضح کرتا ہے۔ نیز متعدد نسخوں کی مدد سے محقق نسخہ اکمل' اصح' زیادہ معتمد علیہ (authentic)' واضح اور زیادہ مفید ہو گا۔ بعض اوقات ایک سے زیادہ نسخوں کی ضرورت اس لئے بھی پیش آتی ہے کہ خود فاضل مصنف نے اپنی کتاب پر نظرثانی کر کے اس میں کمی بیشی اور حک و اضافہ کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض مصنفین اپنی ہی تصانیف کی شروح' اختصارات اور حواشی بھی ترتیب دیتے رہے ہیں۔ جن تک رسائی متعدد نسخوں کی بدولت ہی ممکن ہے اسی طرح ناسخوں' ناقلوں یا کاتبوں کے تصرفات کی وجہ سے متن میں "الحاقی عبارات" شامل ہو گئی ہوں یا جلدساز نے صفحات کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کر دی تو یہ عیب اور نقص بھی متعدد نسخوں کی مدد سے ہی دور کیے جاسکتے ہیں۔ ان تمام امور کے لئے نسخہ مصنف یا قدیم ترین نسخہ کو ہمیشہ ترجیح حاصل رہے گی۔

"نسخہ مصنف" کو پہلی ترجیح اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ اسے فاضل مصنف نے خود تحریر

کیا ہوتا ہے۔ یہی نسخہ حقیقی' اصلی اور سب سے زیادہ قابل اعتماد ہو گا۔ اسی طرح مخطوطہ کا وہ نسخہ بھی کامل اہمیت کا حامل ہو گا' جس کی فاضل مصنف نے خود تصحیح کی ہو اور اپنی تصحیح کی نشاندہی بھی کی ہو' یا وہ نسخہ مصنف کے سامنے پڑھا گیا ہو اور مصنف نے اس نسخہ کے درست ہونے کی تصدیق کی ہو۔ اس لئے اگر کسی خوش نصیب محقق کو "نسخہ مصنف" یا اس کا مصحح یا مصدقہ نسخہ میسر آ جائے' تو اسے نہ صرف اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہیے' بلکہ اسے ہی "اساسی نسخہ" قرار دے کر عمل تحقیق کا جلد آغاز کرنا چاہیے اور اگر مذکورہ بالا نسخہ میسر نہ آئے تو حاصل شدہ نسخوں میں سے قدیم ترین نسخہ کو "معیاری نسخہ" قرار دے کر تحقیقی کام کا آغاز کرنا ہو گا۔ کیونکہ جو نسخہ مصنف کے دور سے قریب تر ہوتا ہے' اصول تحقیق کی رو سے اسے عموماً صحیح تر تسلیم کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات یہ امر بھی مشاہدے میں آتا ہے کہ کسی مخطوطہ کا ایک غیر محقق (un-edited) نسخہ طبع ہو گیا ہے اور چھاپنے والے کو مخطوطہ کے دیگر نسخے دستیاب نہیں ہوئے تھے یا وہ اپنے کو مشقت تحقیق سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ اس صورت میں غیر محقق مطبوعہ نسخہ کو بھی مخطوطہ کے دیگر نسخوں کے ساتھ استعمال میں لایا جائے۔ غیر محقق مطبوعہ نسخہ کی وجہ سے عمل تحقیق ترک نہ کیا جائے۔ بلکہ مخطوطہ کی اپنی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحقیقی کام سرانجام دیا جائے۔ کتاب کا مطبوعہ نسخہ صرف عبارات کی تصحیح میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ جبکہ عمل تحقیق میں صحت عبارت کے علاوہ اور بھی بہت سے امور مکمل کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دیگر غیر مطبوعہ نسخوں کی مدد سے مطبوعہ نسخہ میں عیوب و نقائص معلوم ہوں جنہیں فاضل محقق دیگر نسخوں کی مدد سے دور کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ایسی خدمت محقق کی جانب سے قارئین کے لئے ایک بیش بہا اضافہ تصور کی جائے گی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مخطوطہ کے متعدد نسخوں کی تلاش کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ ایک نسخہ تک رسائی ممکن اور اس کا حصول آسان ہوتا ہے کیونکہ کسی بھی مخطوطہ کا ایک نسخہ قریبی کتب خانہ سے مل جاتا ہے۔ کسی دینی ادارے یا خانقاہ میں محفوظ ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی استاد کے توسط سے بھی مخطوطے کا ایک نسخہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ متعدد نسخوں تک رسائی اور ان کا حصول مشکل ہوتا ہے۔ یہ ایک اہم سوال ہے۔ اس کا جواب تفصیل طلب ہے۔ متعدد نسخوں کے حصول کے لئے یہ ممکنہ ذرائع ہو سکتے ہیں۔

متعدد نسخوں کی تلاش کئی طریقوں سے ممکن ہے۔ جن میں مقامی' ملکی' علاقائی اور عالمی سب ہی وسائل بروئے کار لائے جاسکتے ہیں۔ سب سے پہلے منتخب مخطوطہ کے مصنف کا علاقہ اور زمانہ متعین کیا جائے۔ بعدازاں اس کے اکابر اساتذہ اور نامور تلامذہ کی فہرست مرتب کی جائے۔ مصنف اور اس کے اساتذہ اور تلامذہ کے نجی ذخیروں' ان کے علاقوں کے کتب خانوں' ان کے اپنے علمی اداروں اور خاندانوں کے نجی کتب خانوں یا پیرومرشد کی خانقاہوں میں مطلوبہ مخطوطہ کے دیگر نسخے تلاش کئے جائیں۔ اسی طرح اگر ممکن ہو تو فاضل مصنف یا اس کے شاگردوں کے خاندانوں' عزیز و اقارب' ہم عصر اہل علم اور رفقاء کے ذخیرہ ہائے کتب میں بھی مطلوبہ کتاب کے دیگر نسخے ڈھونڈے جائیں تو ان کی دستیابی کا قوی امکان ہوتا ہے۔

اہل علم نے مسلمان اکابر اور علماء کے احوال حیات' ان کی تصانیف اور علمی کارناموں کو محفوظ کرنے کے لئے انفرادی اور اجتماعی سوانح عمریاں ترتیب دی ہیں۔ اس لئے کسی مخطوطہ کے فاضل مصنف کے احوال معلوم کرنے' مصنفین کی تصانیف سے آگاہی حاصل کرے اور ان کے کتب کے مطبوعہ ہونے' یا ان کے مخطوطات کے متعدد نسخوں کی دستیابی کے بارے میں مصدقہ اور وسیع تر معلومات حاصل کرنے کے لئے سوانح' تذکرے اور تراجم کی کتابوں سے استفادہ کیا جائے۔ اگر زیر تحقیق مخطوطہ کا فن معلوم ہو جائے تو اس فن کی تاریخ پر لکھی گئی کتابیں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں اور ان کتب سے مطلوب مصنف کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف اور مخطوطات کے متعدد نسخوں اور ان کی دستیابی کے لئے رہنمائی مل سکتی ہے۔

"احیاء التراث العلمی" کے لئے قائم شدہ اداروں' دیگر علمی اداروں' ماہرین مخطوطات' بڑے کتب خانوں' انفرادی کتب خانوں اور ماہر افراد سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ یہ سب اہم خدمت انجام دے رہے ہیں اور وہ خدمت یہ ہے کہ انہوں نے مختلف ذخیرہ ہائے کتب کے مخطوطات کی مکمل فہارس تیار کر دی ہیں۔ یہ فہرستیں عام طور پر فن وار ترتیب دی جاتی ہیں اور ہر فن کے تحت کتب کے ناموں کا اندراج الفبائی ترتیب سے ہوتا ہے اور ہر کتاب کے بارے میں تفاصیل درج ہوتی ہیں۔ یہ تفاصیل عام طور پر مصنف کا نام اور زمانہ' مخطوطہ کا سن تصنیف یا نقل' کاتب کا نام' نسخہ کی موجودگی کی جگہ' نسخہ کی حالت' اس کے مکمل یا نامکمل ہونے کی اطلاع' مخطوطہ کا رسم الخط' فی صفحہ سطور اور نسخہ کا سائز وغیرہ ظاہر کرتی ہیں اور مخطوطہ کی مکمل نشاندہی کے لئے اس کی ابتداء اور انتہاء سے عبارات بھی نقل کی جاتی ہیں نیز مخطوطہ کا لائبریری نمبر بھی درج ہوتا ہے۔

اس طرح مخلوطہ کی مکمل شناخت ہو جاتی ہے اور اس کے قدیم یا جدید ہونے کے بارے میں بھی معلومات بخوبی حاصل ہوتی ہیں اور اس تک رسائی بھی ہو جاتی ہے۔

اہل علم مخطوطات کی کیفیت معلوم کرنے اور ان کے متعدد نسخوں کا سراغ لگانے کے لئے ان فہارس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان فہارس سے مطلوبہ معلومات بآسانی حاصل کی جا سکتی ہیں جو قابل اعتماد ہوتی ہیں اور بطور مرجع (Reference) بھی استعمال کی جاتی ہیں۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کے کتب خانے میں ایسی عالمی فہارس کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ ہے' جس سے استفادہ ممکن ہے کیونکہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری میں موجود مخطوطات' عکسیات' مائکروفلم اور فوٹوسٹیٹ نسخوں کی مکمل فہرست دستیاب ہے نیز محققین ان نادر علمی شہ پاروں تک رسائی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

پاکستان میں پائے جانے والے مخطوطات کی فہرست سازی کا کام بھی اہل علم کی توجہ کا مرکز ہے۔ چنانچہ قومی عجائب گھر کراچی' جامعہ کراچی' جامعہ ہمدرد کراچی' ادارہ برائے مطالعہ سندھیالوجی حیدر آباد' کتب خانہ پیر جھنڈو' سنٹرل لائبریری بہاولپور' جامعہ پنجاب لاہور' دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور' پنجاب پبلک لائبریری لاہور' دارالسلام لائبریری لاہور' ادارہ تحقیقات اسلامی کا کتب خانہ' کتب خانہ اسلامیہ کالج پشاور جیسے بڑے بڑے کتب خانوں اور بعض معروف دینی مدارس کے کتب خانوں کی فہارس مخطوطات شائع ہو چکی ہیں۔ اسی طرح مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے "کتب خانہ داتا گنج بخش" کے مخطوطات کی فہرستیں کئی جلدوں میں چھپ چکی ہیں۔ جن میں عربی' فارسی' اردو' پنجابی' پشتو اور دیگر علاقائی زبانوں کے مخطوطات شامل ہیں۔

مخطوطات کے تحفظ و بقا اور انہیں تحقیق کے بعد طبع کرنے پر عرب دنیا میں خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں مراکش' الجزائر' کویت' شام' عراق' یمن' اردن' مصر' ترکی اور سعودی عرب میں متعدد تنظیمیں اور ادارے سرگرم عمل ہیں۔ ان اداروں کے پاس بھی عالمی فہارس مخطوطات اور اپنے اپنے ممالک میں موجود مخطوطات کی فہرستیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف مخطوطات کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ مخطوطات کی نقول کے حصول میں بھی مدد دیتے ہیں۔ اور ایسے افراد اور اداروں سے تعاون کرتے ہیں جو "احیاء التراث" کے میدان میں کام کرتے ہیں۔ مجلہ معھد المخطوطات العربیہ کے نام سے ایک ماہنامہ عربی زبان میں کویت سے شائع ہوتا ہے جو مخطوطات کے مختلف پہلوؤں اور موضوعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا

مطالعہ بھی اس ضمن میں مفید ثابت ہو گا' اور سعودی عرب میں قائم "موسسة الملک فیصل الخیری" ریاض بھی مخطوطات کی نقول فراہم کرنے کے لئے محققین کی مدد کرتا ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر ذرائع بروئے کار لانے سے مطلوبہ مخطوطہ کے متعدد نسخے تلاش کیے جا سکتے ہیں۔

جب ایک مخطوطہ کے متعدد نسخے میسر ہوں' تو ان میں سے نسخہ مصنف' قدیم ترین نسخہ یا کامل ترین نسخہ کو "اساسی نسخہ" قرار دے کر تحقیق کا کام شروع کیا جائے اور "اساسی نسخہ" سے پہلی بار کتاب کی پوری عبارت نقل کر لی جائے۔ "اساسی نسخہ" میں جو نقائص یا عبارت پڑھنے میں جو مشکلات درپیش ہوں ان کی نشاندہی مناسب طریقے سے کر لی جائے۔ تاکہ بعد میں ان کی تصحیح یا تکمیل دیگر مراجع یا نسخوں کی مدد سے ممکن ہو سکے۔

اساسی نسخہ' کے علاوہ دیگر نسخوں کو استعمال کرنے اور حاشیہ وغیرہ میں ان کا حوالہ تحریر کرنے کے لئے اہل علم کے ہاں متعدد طریقے رائج ہیں۔ چند مروجہ طریقے درج ذیل ہیں۔

الف نسخوں کو زمانی ترتیب کے مطابق ایک' دو' تین' چار' کے نمبر دیئے جاتے ہیں اور حاشیہ میں اختلاف عبارات نقل کرتے وقت اغلاط کی تصحیح یا بیاضوں کی تکمیل کے وقت حاشیہ میں حوالہ دیا جاتا ہے۔ جس کی نشان دہی اس طرح کی جائے نسخہ نمبر۱ میں ہے یا نسخہ نمبر۲ یہ الفاظ یا عبارت اس طرح تحریر ہے۔

ب۔ متعدد نسخوں کو ان مقامات کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے' جہاں وہ اصل شکل میں موجود ہیں۔ جیسے نسخہ لاہور' نسخہ کلکتہ اور نسخہ بٹالہ وغیرہ اور متعلقہ نسخہ کا حوالہ ضبط کرتے وقت شہر کے نام کے مخففات استعمال کئے جاتے ہیں جیسے نسخہ لاہور کے لئے نسخہ لام یا صرف لام' نسخہ کلکتہ کے لئے "ک" اور نسخہ بٹالہ کے لئے "ب" وغیرہ۔

ج۔ بعض محققین نسخوں کو ان کے کاتبوں کے نام سے ممیز ہوتے ہیں اور حوالہ دیتے وقت نسخہ جلال یا نسخہ بغدادی یا نسخہ قلندری وغیرہ تحریر کرتے ہیں اور ان میں فرق و امتیاز ملحوظ رکھتے ہیں۔

یہ سبھی طریقے علمی اور محققین کے ہاں استعمال ہوتے ہیں اس لئے محقق ان میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کر سکتا ہے' یا ان طریقوں میں اضافہ کرتے ہوئے مخطوطے کو ان کے اہل کتب خانہ کی طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ جیسے نسخہ خدا بخش لائبریری' نسخہ جامعہ پنجاب اور نسخہ پیر جھنڈو وغیرہ۔

اس طویل گفتگو سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ وہی متن زیادہ صحیح' قابل اعتماد اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے جو متعدد نسخوں کی مدد سے مرتب کیا جائے۔ بصورت دیگر تحقیق کا کام کم تر درجہ کا حامل ہو گا۔ اس میں اغلاط باقی رہنے اور کتاب کے نامکمل رہنے کا امکان غالب رہتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عمل تحقیق میں مخطوطہ کے متعدد نسخے زیر استعمال رہیں کیونکہ منہج تحقیق کا یہی تقاضا ہے۔

یہ گفتگو اس موضوع پر مکمل ہو سکتی ہے کہ مخطوطہ کے میسر نسخوں میں سے جس نسخے کو "اساسی نسخہ" قرار دیا جائے۔ وہ کن اوصاف کا حامل ہو؟ تاکہ تحقیق کی ابتدا ہی ایسے طریقے سے کی جائے جو کامیابی کا ضامن ہو۔ اور محقق تصحیح متن کی مشکلات کا شکار ہو کر دل برداشتہ نہ ہو اور اپنے کام کو پوری لگن اور دلچسپی سے جاری رکھ سکے۔

"اساسی نسخہ" ہر طرح سے مکمل ہو۔ نہ اول آخر سے ناقص ہو' نہ اس میں بیاضات ہوں۔ اس کی موضوعاتی فہرست موجود ہو۔ اس کی صفحہ بندی مکمل ہو' اس میں ترقیمات لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہو' ناسخ کا نام اور تاریخ تحریر درج ہو' روشنائی واضح ہو جابجا مدہم نہ ہو' کرم خوردہ نہ ہو۔ اس کے اوراق بوسیدہ' کمزور یا کٹے پھٹے نہ ہوں۔ اس تک رسائی اور اس کا حصول بھی باسانی ممکن ہو۔ خوشخط لکھا ہوا ہو اور عنوانات بھی جلی قلم سے ظاہر کیے گئے ہوں۔ نسخہ مصنف ہو یا مصنف کے قریب ترین عہد میں لکھا گیا ہو۔ ان اوصاف کا حامل "اساسی نسخہ" دستیاب ہو تو تحقیقی کام بہت آسان ہو جاتا ہے۔ کام کی بروقت تکمیل ممکن ہوتی ہے اور صحیح ترین متن پیش کرنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ کے "اساسی نسخہ" کی عبارات اور معلومات کو دیگر نسخوں کی مدد سے مضبوط کیا گیا ہو۔ کیونکہ منہج تحقیق میں مخطوطہ کے متعدد نسخوں کا استعمال بنیادی ضرورت تصور ہوتا ہے اور واحد نسخے کی بنیاد پر تحقیق شدہ کتاب کو وہ مرتبہ و مقام حاصل نہیں ہوتا ہے جو درجہ متعدد نسخوں کی مدد سے تحقیق شدہ متن کو حاصل ہوتا ہے۔

ان معروضات کی روشنی میں بجاطور پر توقع کی جاتی ہے کہ تحقیق متون کے میدان میں کام کرنے والے' اساتذہ کرام' ماہرین طلبہ اور اہل علم ایسے مخطوطات کی تحقیق کو ترجیح دیں گے جن کے متعدد نسخے میسر ہوں تاکہ معیاری تحقیقی کام کو فروغ ملے اور مخطوطات کامل تصحیح کے ساتھ شائع ہوں۔

مراجع و مصادر

ابتدائی تحریری ترتیب دیتے وقت مندرجہ ذیل مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے نیز امید کی جاتی ہے کہ یہ کتب اس میدان میں مزید کام کرنے والوں کے لئے ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

۱۔ الاصول فی البحث العلمی، الدکتور/محمد ازھر سعید السماک بغداد، عراق، وزارہ التعلیم العالی و البحث العلمی، ۱۹۸۰/۱۴۰۰ھ

۲۔ طریقہ تفکیر و تحقیق، دکتر/علی احمد آبادی، دانشگاہ، تہران، ۱۳۴۶

۳۔ کتابة البحث العلمی، الدکتور/عبدالوہاب ابراہیم ابوسلمان، جدہ، دارالشروق، ۱۹۸۰/۱۴۰۰ھ

۴۔ کیف تکتب بحثا او رسالہ، دکتور/احمد شلبی

۵۔ تحقیق التراث، الدکتور/عبدالھادی الفضلی، مکتبہ العلم۔ جدہ ۱۹۸۲/۱۴۰۲ھ

۶۔ نقد و تصحیح متون، نجیب مائل ھروی، مشہد ۱۹۶۹

۷۔ المخطوطات و الکتب، احمد سعید، دارالکتب المصریہ القاہرہ، ۱۹۲۸/۱۳۴۶ھ

۸۔ تدوین متن کے مسائل، قاضی عبدالودود خدابخش اورینٹل لائبریری پٹنہ، ۱۹۸۲ء

۹۔ تحقیق متن، تنویر احمد علوی، دہلی ۱۹۸۰

۱۰۔ اصول تحقیق، ڈاکٹر سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء

11- Guide to the Successful, Thesis and dissertation, Manch, J.C. Newyork, Marcel Dekker Inc. 1981

12- Survey of Research in the Arab world, Mono Palmer, Celarado, West View Press 1982.

13- The writer's Agenda, Gouth, H.P, Newyork, Hercourt California Wads Worth Publishing Company 1988.

14- The Contemporary Writer, Winte Word N.R., Newyork, Hercourt Hercourt Jowuanovich Inc, Second Edition

15- The art of writing, Ruggero, V.R., California Alfreed Publishing Company Not mentioned

16- A Dictionary of Research Methods, Ghosh, B.N., Noida, Arnald Heinemonn 1986

17- Research How to Plan, Speak and Write about it, Sorgi, C.H. New Delhi Naroeu Publishing House, 1985.

★★